مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے الفضل پریس لاہور میں طبع کرا کر عقب میکلوڈ روڈ لاہور سے شائع کیا

جلد ۴۳/۸ ۴ ظہور ۱۳۳۳ ہش - ۴ اگست ۱۹۵۴ء - ۳ ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ نمبر ۱۱۹

دُنیا کی دُوسری بلند ترین چوٹی ماؤنٹ گاڈون آسٹن سر کر لی گئی

وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی اور ایورسٹ کی کامیاب مہم کے لیڈر سر جان ہنٹ کی طرف سے مبارکباد کے پیغامات

کراچی ۳ اگست۔ اطالوی کوہ پیماؤں کی جماعت نے دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی ماؤنٹ گاڈون آسٹن سر کر لی ہے۔ آج صبح کراچی میں مہم کے لیڈر کا پیغام موصول ہوا۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ چوٹی ۳۱ جولائی کو سر کی گئی۔ چوٹی پر اطالوی اور پاکستانی پرچم لہرائے گئے۔ پیغام میں چوٹی سر کرنے والے کوہ پیماؤں کے نام نہیں بتائے گئے۔ ماؤنٹ گوڈون آسٹن ۲۸۲۵۰ فٹ بلند ہے۔ پچھلے ۱۴ ماہ کی مدت میں یہ تیسری چوٹی سر کی گئی ہے۔ اس سے پہلے ایورسٹ اور نانگا پربت کی چوٹیاں سر کی جا چکی ہیں۔ ماؤنٹ گاڈون آسٹن دنیا کی انتہائی دشوار گذار چوٹی مشہور ہے۔ اور اس پر چڑھنا بیحد کٹھن کام ہے۔ اس مہم سے پہلے جو جماعتیں چوٹی کو سر کرنے کی کوشش کر چکی ہیں۔ ان میں سے ایک سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کی مشترکہ جماعت تھی۔ ایک اطالوی جماعت اور تین امریکی جماعتیں تھیں۔

سنہ ۱۹۰۴ء میں سب سے پہلے سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کی مشترکہ جماعت نے اسے سر کرنے کی کوشش کی۔ اس کے پندرہ سال بعد ایک اطالوی جماعت نے اس پر چڑھائی کی۔ لیکن یہ دونوں مہمیں ناکام ہوئیں۔ سنہ ۱۹۳۸ء و سنہ ۱۹۳۹ء اور سنہ ۱۹۵۳ء میں تین امریکی جماعتوں نے چوٹی سر کرنے کی کوشش کی۔ تینوں امریکی کوہ پیما جماعتوں کے لیڈر ڈاکٹر ہوسٹن تھے۔ سنہ ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر ہوسٹن ایسے مقام پر پہنچ گئے۔ جہاں سے چوٹی کا فاصلہ ایک ہزار فٹ سے بھی کم رہ گیا تھا۔ اس کے بعد جو مہم گئی۔ وہ اس سے بھی قریب مقام پر پہنچ گئی۔ اسی سال مہم کا ایک ممبر اور تین شرپا ہلاک ہو گئے۔ تیسری مہم میں ایک ماہر طبقات الارض برف کے تودوں کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ موجودہ مہم میں بھی ایک کوہ پیما انیس ہزار فٹ کی بلندی پر نمونیہ سے ہلاک ہو گیا۔ اس دفعہ مہم کو انتہائی خراب موسم کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک مرحلہ پر قلی جماعت کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اسی پر ٹرانسپورٹ آفیسر میجر صادق ایک گاؤں میں جا کر دوسرے قلیوں کو لائے۔ چڑھائی شروع ہوتے ہی خراب موسم شروع ہو گیا۔ اور مہم ایک ماہ تک آگے نہ بڑھ سکی۔ ماؤنٹ گاڈون آسٹن اگرچہ مون سون کے خطے سے باہر ہے پھر بھی جولائی میں بڑے بڑے طوفان آئے۔ اور پارٹی کے لئے ۲۳ ہزار فٹ سے آگے بڑھنا ناممکن ہو گیا۔ جولائی کے تیسرے ہفتے میں موسم بہتر ہو گیا۔ اور پارٹی نے چڑھائی شروع کر دی۔ کوہ پیما جماعت نے کل آٹھ کیمپ قائم کئے۔ آخری کیمپ چوٹی سے کچھ ہی نیچے تھا۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے پارٹی کو مبارکباد دی ہے۔ انہوں نے اپنے پیغام میں کہا ہے۔ کہ میں اس شاندار کامیابی سے بے انتہا خوش ہوں۔ ایورسٹ کی کامیاب مہم کے لیڈر ڈاکٹر سر جان ہنٹ نے بھی پارٹی کو مبارکباد دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ یہ شاندار کارنامہ اور حیرت انگیز خبر ہے۔

پاکستان اور لبنان کی دوستی کے کاغذات کا تبادلہ

کراچی ۳ اگست۔ آج کراچی میں پاکستان اور لبنان کی دوستی کے معاہدہ کے کاغذات کا تبادلہ ہوا۔ پاکستان کی طرف سے وزیر خارجہ چودھری محمد ظفر اللہ خاں نے دستخط کئے۔ پاکستان میں لبنان کے وزیر عبد الرحمٰن عندوا نے اپنے ملک کی نمائندگی کی۔ نیز چودھری محمد ظفر اللہ خاں سے آج برازیل کے نئے سفیر نے بھی ملاقات کی۔

اخبار احمدیہ

ناصر آباد (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں:-

۳۱ جولائی۔ پیچش اور متلی کی تکلیف ہے۔

یکم اگست۔ درد نقرس کی تکلیف ہے۔

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

لاہور ۳ اگست۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:-

"حضرت میاں صاحب کی تمام طبیعت آج بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ ٹمپریچر ۹۹ سے کچھ اوپر رہا۔ نقرس کی تکلیف میں پہلے سے کمی ہے" احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲ اگست۔ سیدہ ام ناصر صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق جناب مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی رپورٹ یہ ہے۔ کہ آپ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ البتہ ضعف بہت ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

تہران ۳ اگست۔ حکومت ایران اور بین الاقوامی تیل کمپنیوں کے درمیان ایرانی تیل کے بارے میں جو سمجھوتہ ہوا تھا۔ ایرانی کابینہ نے اس کی توثیق کر دی ہے۔

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۴ ظہور ۱۳۳۳ہش

دستور

دستور ملک کی اہم ترین دستاویز ہے۔ یہ ملک کا بنیادی آئین ہوتا ہے۔ جس میں بتایا جاتا ہے۔ کہ ملک کی حکومت کن خطوط پر چلائی جائے گی۔ ملک میں کس قسم کا آئین نافذ کیا جائے گا۔ اس کے بنیادی اصول کیا ہوں گے۔ عوام اور حکومت کے کیا تعلقات ہوں گے۔ شہریوں کو کیا کیا بنیادی حقوق و فرائض حاصل ہوں گے۔ اور حکام اور عوام کے باہم تعلقات کیا ہوں گے۔ الغرض اس قسم کی سینکڑوں باتیں ہیں۔ جن کی بنیادی حیثیت دستور میں بیان کی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ آجکل کوئی حکومت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جو ایسی دستاویز وضع نہ کرے۔ جس میں ان باتوں کو جو بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ بعد غور و خوض تصفیہ کرکے بیان نہ کر دیا گیا ہو۔

ظاہر ہے۔ کہ ایسی اہم دستاویز کا تیار کر لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ملک میں کئی قسم کے عناصر موجود ہوتے ہیں۔ کئی نظریات ہوتے ہیں۔ جو باہم ٹکرا رہے ہوتے ہیں۔ ان سب کا جائزہ لینا اور پھر ان کے پیش نظر ایک ایسا آئین تیار کرنا جس سے تمام عناصر خواہ بالکل متسلی نہ ہوں۔ مگر متفق ہو جائیں۔ نہایت مشکل کام ہے۔ آج تک دنیا میں جتنے بھی دستور بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی نہیں جس کے بنانے والوں کا یہ دعویٰ ہو۔ کہ انہوں نے واقعی ایک مکمل دستور بنا لیا ہے۔ جس میں ترمیم کی کبھی ضرورت نہیں پڑے گی۔

اس کے باوجود چونکہ کوئی ملک بغیر دستوری آئین کے حکومت چلا نہیں سکتا۔ اور نہ انتظام ہو سکتا ہے۔ کوئی نہ کوئی دستور بنانا ہی پڑتا ہے۔ البتہ یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ملک کے شہریوں کے زیادہ سے زیادہ رجحانات اور خواہشات کی نمائندگی ہو جائے۔

پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے سات سال ہونے کو آئے ہیں۔ مگر اب کہیں جا کر اس کا دستور ایسا بن سکا ہے۔ جس پر زیادہ سے زیادہ اتفاق رائے ہوا ہے۔ دستور کے بننے میں جو تاخیر ہوئی ہے۔ اس میں دستور ساز اسمبلی کے تساہل کا بھی کچھ دخل ضرور ہے۔ مگر اس تاخیر کی زیادہ وجوہات ایسی ہیں۔ جن کے لئے دستور ساز اسمبلی کو متہم کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے ہی قائد اعظم نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اعلان کیا تھا۔ کہ اس کا دستور قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائیگا۔ بلکہ یہاں تک فرمایا تھا۔ کہ ہمیں دستور کے لئے مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا دستور تو پہلے ہی قرآن کریم کی صورت میں بنا بنایا موجود ہے۔

یہ ایک سادہ سی بات تھی، جو قائد اعظم نے کئی بار دہرائی۔ مگر جب پاکستان بن چکا۔ تو ایسی سادہ سی بات کو عمل میں آنے کے لئے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کہنے کو تو یہ بڑی آسان بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر قرآن و سنت کے مطابق کوئی ایسا آئین بنانا جس میں پوری پوری اسلامی روح جھلکتی ہو۔ اس لئے خاص طور پر مشکل نہیں۔ کہ بعض لوگ جن کے خیالوں میں آزاد خیالی کی روح کچھ ضرورت سے زیادہ گھس چکی ہے۔ اسلام کے نام سے بدکتے تھے۔ اور وہ سیکولر دستور پر زور دیتے تھے۔ بلکہ اس کام میں زیادہ مشکلات ان لوگوں کی طرف سے ڈالی گئیں۔ جو اپنے تئیں اسلام کے شیفتہ و شیدا خیال کرتے ہیں۔ وہ اس بات پر مصر ہوئے۔ کہ اسلام کا جو کچھ تصور انہوں نے خود بنا رکھا ہے۔ اس کے مطابق دستور بنایا جائے۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو دونوں فریقوں میں جو تضاد نظر آتا ہے۔ وہ محض لفظی تھا۔

آج تک دنیا میں سوا شاید سوویٹ یونین کے کوئی الحادی سے الحادی دستور بھی ایسا نہیں بنایا گیا اور نہ کوئی ملکی قانون ایسا بنایا گیا ہے۔ جس کے بنانے والوں کا یہ ادعا ہو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علی الرغم یہ قانون بنا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ سیکولر آئین بھی جو یورپ میں تھیوکریسی (Theocracy) کے بالمقابل ایک دنیاوی قسم کا قانون سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علی الرغم نہیں۔ بلکہ پوپ شاہی کے علی الرغم بنایا جاتا ہے۔ پوپ شاہی میں پوپ دنیا میں اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کا نمائندہ خیال کرتا تھا، اور اپنی مرضی سے قانون بنا کر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا تھا۔ جس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ اور یورپ کی سرزمین بےگناہوں کے خون سے سرخ ہو گئی۔

آخر جب عیسائی یورپ کا اسلام سے تصادم ہوا۔ تو ان کے بعض علماء اسلام کے اصول "لا اکراہ فی الدین" سے دوچار ہوئے۔ پوپ شاہی کے خلاف ایک وسیع پیمانہ پر بغاوت کا آغاز ہوا۔ چونکہ اسلام کی پوری تعلیم تک ان کی رسائی نہ ہوئی۔ اس لئے وہ پوپ شاہی کے مقابلے میں دنیاوی دانشمندی کی طرف جھک گئے۔ جس کی بنیاد انہوں نے نامعلوم طور پر اسلام کے اصول لا اکراہ فی الدین پر رکھی۔ جو الحادی فضا میں ترقی کرتے کرتے سیکولر یا دنیاوی حکومت کی صورت میں پوپ شاہی مذہبی حکومت کی حریف غالب ثابت ہوئی۔ کیونکہ عقل کو توہم پر بہرحال فوقیت ہے۔

اسلام کے نزدیک سیکولر اور تھیوکریسی کا نزاع بے بنیاد نزاع ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسلامی حکومت قطعاً اس معنی میں تھیوکریسی نہیں ہے۔ جس معنی میں پوپ شاہی اس نام سے نامزد کی گئی ہے۔ مگر سیکولر حکومت کے حامیوں کو یہ غلطی اس وجہ سے لگ رہی تھی، کہ انہوں نے اسلام کو بھی پوپ شاہی خیال کیا۔ اور یہ سمجھتے رہے۔ کہ اسلام میں بھی پوپیرزم یا براہمنیت قسم کی کوئی چیز موجود ہے۔ یہ غلطی انہیں خود ان لوگوں کے رویہ سے لگی، جو اسلام کو اپنے خود ساختہ نظریات کی قیود میں محبوس رکھنا چاہتے ہیں۔ الحمد للہ۔ کہ مختلف آراء کی غلط فہمیوں کی وجہ سے جو مشکلات اس راستہ میں حائل تھیں۔ ان پر قابو پانے میں دستور ساز اسمبلی آخرکار کامیاب ہوگئی ہے۔ اور اگرچہ موجودہ دستور جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں۔ ایسا نہیں کہ جس میں کوئی نقص نہ رہ گیا ہو۔ تاہم یہ دستور قائداعظم کی اس خواہش کو کہ ہمارا دستور قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائیگا۔ بڑی حد تک پورا کرتا ہے۔ اور جو لوگ اس کے راستہ میں روڑے اٹکانا چاہتے تھے، اور اس آڑ میں پاکستان کے نظام کو درہم برہم کرنا چاہتے تھے۔ وہ اپنی خواہشات میں ناکام ہو گئے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ضروری ارشاد

"اپنا روپیہ امانت تحریک جدید میں رکھوائیں"

(۱) "صدر انجمن احمدیہ میں تو روپیہ رکھوانے کی لوگوں کو عادت پڑی ہوئی ہے۔ لیکن میں تحریک جدید کے لئے جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنا روپیہ وہاں بھی رکھیں۔"

(۲) امانت تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے۔ اور خدمت دین بھی ہے"

(۳) "میں تو جب تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق غور کرتا ہوں۔ ان سب میں سے امانت فنڈ کی تحریک پر میں خود حیران ہو جایا کرتا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں۔ کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے، کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور غیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں۔ کہ جاننے والے جانتے ہیں۔ وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈال دینے والے ہیں۔

امانت ذاتی اور امانت فنڈ تحریک جدید دو علیحدہ علیحدہ امانتیں ہیں۔ دوست امانت تحریک جدید میں روپیہ جمع کراتے وقت امانت تحریک کے الفاظ ضرور یاد رکھیں۔

(افسر امانت تحریک جدید)

قادیان میں عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کا انتظام

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی قادیان میں قربانی کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اس لئے جو دوست قادیان میں قربانی کروانا چاہیں۔ وہ ۲۵/- یا ۳۰/- روپے فی جانور کے حساب سے اپنی رقوم دفتر ہذا کے توسط سے بھیج کر اس کار خیر میں حصہ لیکر ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ وقت بہت تھوڑا ہے، اس لئے خواہشمند احباب اس طرف فوری توجہ کرکے ثواب حاصل فرماویں۔

(انچارج دفتر حفاظت مرکز ربوہ)

ریلوے ڈرافٹس مینوں کی ضرورت

درخواستیں بنام سیکرٹری صاحب پاکستان ریلوے سروس کمیشن ۱۸ میو روڈ لاہور مجوزہ فارم میں معرفت دفتر روزگار ۶/۹/۵۴ تک طلب کی گئی ہیں۔ تنخواہ ۱۲۵/- - ۲۲۵/- روپے گرانی و دیگر الاؤنس علاوہ۔ شرائط رڑکی - رسول یا کراچی کے انجینئرنگ اداروں کا سرٹیفکیٹ ڈرافٹس مین یا اوورسیئر عمر ۶/۹/۵۴ کو ۳۰ سال تک۔ فارم درخواست قیمتی یک روپیہ ہر بڑے سٹیشن سے مل سکتا ہے۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

ڈرائنگ ماسٹر کی ٹریننگ کیلئے وظیفہ

فرسٹ ڈویژن میٹرک پاس جو بطور ڈرائنگ ماسٹر ٹریننگ حاصل کرے۔ اسے بیس روپے ماہوار وظیفہ بطور قرض حسنہ دوران ٹریننگ دیا جاوے گا۔ لیکن اگر تین سال مسلسل وہ بطور ڈرائنگ ماسٹر صدر انجمن احمدیہ کے کسی تعلیمی ادارے میں کام کریں گے۔ تو وظیفہ کی رقم واپس نہیں لی جاویگی۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

خطبہ جمعہ

سچائی روحانیت کا اہم حصہ ہے جو اسے چھوڑتا ہے وہ روحانیت حاصل نہیں کر سکتا

انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ قابلیت رکھی ہے کہ وہ سچائی کی مدد سے ہر گناہ کا مقابلہ کر سکتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۳۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

ایک مسلمان

دن میں چالیس پچاس مرتبہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کہتا ہے جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ مجھے سیدھے راستہ کی ضرورت ہے اے خدا تو مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ یعنے وہ اقرار کرتا ہے اور اظہار کرتا ہے۔ اور اصرار سے اظہار کرتا۔ اور بار بار اقرار کرتا ہے۔ کہ اسے سیدھے راستے سے محبت ہے۔ وہ سیدھا راستہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اگر وہ اسے مل جائے تو اسے قبول کرے گا یہ کتنی پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کی خواہش ہے۔ اگر یہ سچی ہو تو دنیا کی

ساری خوبیاں اور بھلائیاں

اور اچھائیاں اس کے اندر آجاتی ہیں۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ جو شخص سچے دل کے ساتھ یہ خواہش رکھتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا جنتی اور ولی اللہ ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ سچی خواہش رکھتا ہے یا نہیں۔ کونسا شخص دنیا میں ہے۔ اور کس مذہب کا ہے۔ کہ جو اس قسم کی سچی خواہش کو سنکر متاثر نہ ہوگا۔ مسلمانوں کو جانے دو۔ یہ فقرہ کسی ہندو سکھ عیسائی۔ یہودی کے سامنے رکھ دو کہ ایک شخص دن رات اس خواہش میں تڑپ رہا ہے اور دعائیں کرتا ہے کہ اے خدا مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ اور اور وہ اس سیدھے رستہ پر چلنا چاہتا ہے تو بغیر اس بات کے انتظار کئے کہ اسے یہ راستہ مل گیا ہے یا نہیں ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ شخص بڑا نیک اور بڑا بزرگ ہے۔

تو اس قسم کی مجرد خواہش ہی اعلےٰ چیز سمجھی جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ پوری بھی ہو جائے۔

تڑپ اور جوش

اپنی ذات میں کافی ہوتے ہیں۔ محبوب اپنے محب کی بات سنے یا نہ سنے مطلوب ملے یا نہ ملے۔ طالب کے دل میں اسے پانے کی تڑپ کا موجود ہونا اپنی ذات میں بہت اعلےٰ اور مبارک بات ہے۔ جس طرح دنیا میں بڑے بڑے کامیاب آدمی مشہور ہوتے ہیں۔ ہزاروں سال ان کا نام دنیا میں چلتا ہے۔ اسی طرح سچی تڑپ رکھنے والے ناکام بھی مشہور ہوتے ہیں۔ سکندر دنیا میں مشہور ہے۔ اس نے معلومہ دنیا کا بیشتر حصہ فتح کر لیا تھا۔ ہزار ہا سال گزر چکے ہیں دو ہزار سال سے زیادہ۔ لیکن آج تک اس کا نام دلوں سے محو نہیں ہوا۔ رستم ایک پہلوان تھا بادشاہ نہ تھا۔ مگر

کامیاب زندگی

بسر کرنے اور دشمنوں کو مغلوب کرنے کی وجہ سے جو لوگ اس کی حقیقت سے قطعاً واقف نہیں۔ وہ بھی اس کا نام لیتے ہیں۔ جب کوئی بڑے دعوے کرے تو کہتے ہیں بڑا رستم آیا ہے۔ حالانکہ کہنے والے کو یہ پتہ بھی نہیں ہوتا کہ رستم کون تھا۔ اور کہاں کا رہنے والا تھا۔ حاتم نیک کاموں کی وجہ سے اتنا مشہور ہے۔ کہ مخلوق میں سے ایک بڑے حصہ کی زبان پر اس کا نام ہے۔ کوئی فراخی ہو تو کہتے ہیں کہ یہ تو حاتم زمان ہے۔ اور اگر کوئی تھوڑی سی سخاوت کے بعد بڑے بڑے دعوے کرنے لگے اور اس پر فخر کرے تو کہتے ہیں کہ اس نے حاتم کی قبر پر لات مار دی ہے۔ تو یہ لوگ کامیاب تھے۔ اور اپنے خاص فن کوئی بہادری کوئی سخاوت اور کوئی فتوحات میں نمایاں تھے۔ اور اس وجہ سے مشہور ہیں۔ مگر جس طرح یہ مشہور ہیں۔ اس طرح

بعض ناکام بھی مشہور ہیں

جس طرح دنیا رستم۔ سکندر اور حاتم کا نام لیتی ہے اسی طرح بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ مجنوں کا نام لیتی ہے۔ گو وہ کامیاب نہیں تھا۔ وہ ایک عورت کی وجہ سے دیوانہ ہوا۔ اور اسی وجہ سے مجنوں کہلایا۔ اس کا نام قیس تھا۔ اس نے ایک عورت کی خواہش کی۔ مگر اسے حاصل کئے بغیر مر گیا۔ اور اپنی معشوقہ سے شادی کا موقعہ اسے نہ مل سکا۔ مگر دنیا میں جس طرح سکندر کا نام مشہور ہے اسی طرح قیس کا ہے۔ بلکہ سکندر کا نام جاننے والے کم اور قیس کا عرف جاننے والے زیادہ ملیں گے۔ اپنے صوبہ میں دیکھ لو کتنے لوگ سکندر کا نام جانتے ہیں۔ اور کتنے رانجھا کا۔ حالانکہ وہ کامیاب نہ تھا۔ اس کی کہانی ہمیں یہی بتاتی ہے۔ کہ وہ ناکام تھا۔ مگر باوجود اس ناکامی کے اس کا نام آج تک قائم ہے۔ یہی حال فرہاد کا ہے اس کا نام غیر تعلیم یافتہ لوگوں میں زیادہ مشہور نہیں۔ مگر تعلیم یافتہ طبقہ میں وہ ایسا ہی مشہور ہے جیسا سکندر رستم یا مجنوں حالانکہ وہ بھی ناکام تھا ان لوگوں کے نام کامیاب لوگوں کی طرح کیوں مشہور ہیں۔ اسی لئے کہ انہوں نے اپنے دل میں سچی تڑپ پیدا کی۔ گو اسے پورا کرنے کے قابل نہ ہو سکے۔ مگر انہوں نے اپنی تڑپ کو نہ چھوڑا تو استقلال کے ساتھ مقصود کی طلب میں لگے رہنا اپنی ذات میں کامیابی ہے۔ اور ایسی ہی کامیابی ہے جیسے فتوحات حاصل کرنا۔ اگر یہ بڑی چیز نہ ہوتی۔ تو کامیاب لوگوں کے ساتھ ان ناکاموں کے نام مشہور نہ ہوتے۔ مگر بنی نوع انسان کا یہ فیصلہ ہے۔ اور متفقہ فیصلہ کہ جس مقام پر کامیاب لوگوں کو بٹھایا جاتا ہے اسی پر سچی تڑپ رکھنے والے ناکام بھی بٹھلائے جاتے ہیں۔ اور

صحیح فیصلہ وہی ہوتا ہے

جو لوگ کرتے ہیں۔ اپنے متعلق اپنا فیصلہ صحیح نہیں سمجھا جاتا ہر ڈاکٹر یہی سمجھتا ہے کہ وہ بڑا قابل ہے۔ ہر وکیل یہی خیال کرتا ہے کہ وہ بہت لائق ہے۔ لیکن دراصل بڑا ڈاکٹر اور بڑا وکیل وہی ہوتا ہے جس کے متعلق لوگ فیصلہ کریں کہ وہ بڑا ہے۔ عوام قانون نہیں جانتے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان کے اندر ایسی حس رکھی ہے کہ وہ اچھی چیز کے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ناکام وکیل شور مچاتے رہتے ہیں کہ فلاں وکیل کچھ نہیں جانتا۔ یونہی مشہور ہو گیا ہے۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ کیوں مشہور ہو گیا ہے پبلک اپنے فیصلوں میں غلطی نہیں کرتی۔ ہمارے سامنے آکر ایک شخص کام شروع کرتا ہے اور دیکھتے دیکھتے وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ وہ لائق ہے۔ کامیاب ڈاکٹروں کے متعلق کوئی طبی مجلس فیصلہ نہیں کیا کرتی کہ فلاں قابل ہے اور فلاں ناقابل بلکہ جاہل عوام ہی کیا کرتے ہیں۔ ناکام شور مچاتے رہتے ہیں۔ کہ اس کے نسخہ میں تو فلاں دوا ہوتی ہے۔ وہ جس پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ وہی مر جاتا ہے۔ مگر پبلک ہے کہ اسی کی طرف چلی جاتی ہے۔ وہ اپنی فیس پانچ سے دس۔ دس سے سولہ سے بتیس اور بتیس سے چونسٹھ کر دیتا ہے ادھر ملک غریب اور کنگال ہے۔ مگر لوگ قرضہ لیں یا کچھ کریں۔ بیماری کے وقت کسی نہ کسی طرح چونسٹھ روپے مہیا کر کے اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ بسا اوقات وہ توجہ نہیں کریگا کہہ دے گا مجھے فرصت نہیں۔ مگر لوگ اسی کے پیچھے چلے جا رہے ہوں گے۔ جہاں دوسرا اپنی قابلیت پر فخر کرنے والا ڈاکٹر سارا دن بیٹھا مکھیاں مارتا ہے اور وہ جسے بدنام کیا جاتا ہے۔ انتہا درجہ مشغول رہتا ہے۔ میرا اپنا تجربہ ہے۔

سنہ ۱۹۱۸ء میں

جب میں بیمار ہوا تو ڈاکٹروں کی رائے تھی۔ کہ ڈاکٹر ۔۔ رولینڈ سے مشورہ کیا جائے۔ میں نے انہیں مشورہ کے لئے وقت دینے کے لئے لکھوایا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ اور پندرہ یا شاید بیس دن کے بعد کہا کہ دیکھ سکوں گا۔ چنانچہ ہم اتنے ہی دنوں کے بعد گئے تو انہوں نے معذرت کی۔ اور نوٹ بک نکال کر دکھائی۔ اور بتایا کہ میں روزانہ ایک مریض کو دیکھتا ہوں۔ اور آج تک کے نام پہلے ہی مقرر تھے۔ لیکن لاہور میں دوسرے ڈاکٹروں کی عام طور پر یہی رائے تھی۔ کہ وہ B. coli کے سوا کچھ جانتا ہی نہیں۔ وہ اس کے خلاف خود مچاتے تھے۔ مگر لوگ پھر اس کے پاس پہنچتے تھے۔ حالانکہ وہ دیکھنے سے انکار کرتا تھا۔

اور ظاہر ہے کہ جس وکیل یا ڈاکٹر کے پاس لوگ جائیں گے۔ کمائی بھی وہی کرے گا۔ اور عزت و شہرت بھی اسے ہی حاصل ہوگی۔ اور دوسرا بدنام کرنے والا صرف کڑھتا اور دل میں جلتا رہے گا۔ تو پبلک جس کے متعلق فیصلہ کرے کہ وہ اچھا ہے اسے ہی روپیہ اور شہرت اور عزت حاصل ہوتی ہے۔ پبلک کے دماغ میں اللہ تعالےٰ نے یہ مادہ رکھ دیا ہے کہ وہ محسوس کر لیتی ہے کہ قابلیت کس کے پاس ہے

اور اس لئے اس کا فیصلہ قابل قدر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس کا فیصلہ ورثہ میں نہ ملا ہو۔ بلکہ اس نے خود تجربہ کے بعد حاصل کیا ہو۔ اور پبلک کا فیصلہ یہی ہے۔ کہ جو عزت وہ کامیاب وجودوں کو دیتی ہے۔ وہی ایسے ناکام وجودوں کو دیتی ہے۔ جو استقلال کے ساتھ اپنے مقصود کے پیچھے پڑے رہیں۔ پبلک نے جس مقام پر سکندر اور رستم کو بٹھایا ہے۔ اسی پر مجنوں۔ فرہاد اور پنجاب میں را نجھے کو بٹھایا ہے۔ یہ پبلک کا فیصلہ بتاتا ہے۔ کہ انسانی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے۔ کہ اس کے نزدیک استقلال کے ساتھ کسی چیز کے پیچھے چلے جانا بڑی خوبی ہے تو جو شخص

دن میں چالیس پچاس

مرتبہ عاجزانہ طور پر یہ دعا کرتا ہے۔ کہ اے اللہ مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ اور کہتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے موت آ جاتی ہے۔ تو اگر وہ یہ دعا اسی اخلاص سے کرتا ہے جس سے قیس نے لیلیٰ کے حصول کے لئے کوشش کی۔ اسی محبت سے اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔ جس سے فرہاد شیریں کو کرتا تھا۔ اسی خلوص کے ساتھ اپنے اندر تڑپ پیدا کرتا ہے۔ جو ہیر کے لئے را نجھا کے دل میں تھی۔ تو گو وہ ناکام ہی رہے۔ اگرچہ الٰہی محبت کے رستہ میں انسان ناکام نہیں رہا کرتا۔ لیکن فرض کرلو۔ وہ کامیاب نہ ہو۔ تو بھی اسی شہرت کا مستحق ہوگا۔ جو سکندر کو حاصل ہے۔ رستم اور حاتم کو حاصل ہے۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ ہزاروں لوگ جو روزانہ یہ دعا مانگتے ہیں۔ انہیں شہرت دوام کیوں حاصل نہیں ہوتی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہزاروں ہیں۔ جو دن رات یہی رٹ لگاتے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کو بھی شہرت دوام کا مقام حاصل نہیں ہوا۔ بڑے بڑے لوگوں کو تو جانے دو۔ ان کو را نجھے والا مقام بھی حاصل نہیں۔ جو صرف پنجاب کا ہیرو تھا۔ اب غور کرو۔ کہ کیوں ایسا نہیں ہوتا۔ دنیا کیوں فیصلہ نہیں کرتی۔ کہ یہ شخص بھی فرہاد اور را نجھے کے مقام پر ہے۔ کیا پہلوں نے دنیا کو کوئی رشوت دی ہوئی تھی۔ کہ ان کا نام تو مشہور ہو گیا۔ اور ان کا نہیں ہوتا۔ ان کے واقعات سن کر لوگ رونے لگ جاتے ہیں۔

اچھے اچھے ثقہ آدمی

وہ شعر گنگناتے ہیں۔ جن میں ان کے حالات بیان ہیں۔ مگر یہ ان کے دروازے پر بیٹھا ہوا انسان جو دن رات اھدنا الصراط المستقیم کہہ رہا ہے۔ اور وہی نقل کر رہا ہے۔ جو قیس۔ فرہاد اور را نجھے نے کی تھی۔ مگر لوگ انہیں تو یاد کرتے ہیں۔ لیکن اس کا نام کوئی نہیں لیتا۔ اور پھر کوئی یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ میاں تم قیس کو تو یاد کرتے ہو۔ فرہاد کی قدر کرتے ہو۔ مگر یہ کیا ان سے کم ہے۔ کہ جو دن میں چالیس پچاس مرتبہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کہتا رہتا ہے۔ تم پرانے قیس۔ فرہاد اور را نجھے کو یاد کرتے ہو۔ اور اس نئے قیس۔ فرہاد اور را نجھے کا ذکر تک نہیں کرتے حالانکہ وہ تو عورتوں کے عاشق تھے۔ مگر یہ خدا کا عاشق ہے۔ تم میں سے ہر ایک شخص اپنے نفس کو ٹٹولے۔ کہ وہ اس کا کیا جواب دے گا۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ ایک چھوٹا سا ہیرا شیشے کے بہت بڑے ٹکڑے سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ بے شک یہ شخص کہتا ہے۔ کہ میں عاشق ہوں۔ مگر اس کے چہرے پر عشق کے وہ آثار نظر نہیں آتے۔ جو قیس اور را نجھا میں دکھائی دیتے ہیں۔ میں کیا کروں میرے اندر جو دماغی قابلیتیں ہیں۔ جب قیس کے واقعات سامنے آئیں۔ تو ان سے آواز آتی ہے۔ کہ یہ سچا ہے۔ جب فرہاد کا ذکر آئے۔ تو آواز آتی ہے۔ کہ وہ سچا ہے۔ خواہ وہ عورتوں کے عاشق تھے۔ مگر عشق میں سچے تھے۔ مگر جب خدا کے اس عاشق کا ذکر ہو۔ تو میرے دل میں اس کے لئے کوئی عزت پیدا نہیں ہوتی۔ اگر واقعہ میں یہ خدا تعالیٰ کا عاشق ہوتا۔ تو دنیا کو اس سے متاثر ہونے میں کیونکر انکار ہو سکتا تھا۔ لیلیٰ سے ہماری کوئی رشتہ داری نہ تھی۔ شیریں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ قیس اور فرہاد کے حالات پڑھ کر تو دل پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ تو ہمارا ہے۔ مگر اپنے اس خدا سے محبت کرنے والے کے متعلق ہمارے دلوں میں کوئی ٹیس نہیں اٹھتی۔ اسی وجہ سے کہ اسکی محبت بناوٹی ہے۔ اور حقیقت کے سامنے بناوٹ ٹھہر نہیں سکتی۔ شیشہ خواہ کتنا بڑا ہو۔ چھوٹے سے چھوٹا ہیرا جو قلم کی نوک پر لگا ہو۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ لیکن سچے دل سے اھدنا الصراط المستقیم کہنے والا فرض کرو۔ ناکام بھی رہے تو بھی وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے۔ کہ ہم دیکھیں گے۔ کہ جو سچائی اسے ملی ہوئی ہے اس سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔ آخر پہلا تو کوئی سچائی خدا تعالیٰ نے اسے بتائی بھی تو ہوئی ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ سے یہ کہتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم تو اس وقت تک ہمیں کسی سچائی کا پتہ بھی ہوتا ہے یا نہیں تو دیکھنا یہ ہوگا۔ کہ اس دعا کے مانگنے والے کے پاس جو سچائی ہے۔ اس سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔ کہ اور مانگنے کا مستحق ٹھہر سکے۔ جو شخص پہلی عطا کردہ سچائی سے تو فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اور مزید مانگتا رہتا ہے۔ اس کی مثال اس بچہ کی سی ہے۔ جس کی جھولی میں پھل پڑے ہیں۔ اور ابھی وہ کھا نہیں سکتا۔ مگر اور مانگتا جاتا ہے۔ اس کا پیٹ تو اتنا چھوٹا ہے۔ کہ جو کچھ اس کے پاس ہے۔ اسے بھی نہیں کھا سکتا۔ لیکن حرص کی وجہ سے اس کا مطالبہ بڑھتا جاتا ہے۔ مگر کیا یہ کبھی ہوا ہے۔ کہ بچہ اس طرح مانگتا جائے۔ اور ماں تھالیاں اس کے سامنے رکھتی جائے۔ وہ اسے اور نہیں دیتی۔ وہ جانتی ہے۔ کہ اس کی خواہش جھوٹی ہے۔ ورنہ جو کچھ اسے دیا جا چکا ہے پہلے اسے کیوں نہیں کھاتا۔ اسی طرح سوال یہ ہے۔ کہ جو شخص اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے۔ اس کے پاس پہلے سے کوئی صداقت موجود ہے یا نہیں۔ کیا اسے معلوم نہیں۔ کہ سب مذاہب نے

سچ بولنے کا حکم دیا ہے

پھر کیا وہ سچ بولتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو اس کا اور مانگنا فضول ہے۔ اور تو اسے ملتا ہے۔ جو پہلی چیز کو ختم کرے۔ جو پہلی نعمت کو استعمال کرے۔ خدا تعالیٰ اسے اور دیتا ہے۔ لیکن جس کی یہ حالت ہو۔ کہ جو کچھ اسے ملے اس کو تو پیچھے پھینک دیتا اور اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ لیکن اور مانگتا جاتا ہے۔ تو وہ نادان بچہ کی طرح ہے۔ جسے یا تو بہلا دیا جائیگا۔ اور یا اگر وہ زیادہ شور کریگا۔ تو ماں ایک تھپڑ اس کے لگا دیگی۔ بیمار۔ جاہل اور ضدی بچے ہمیشہ ایسا کرتے ہیں۔ چیز مانگتے ہیں۔ اور اسے پھینک کر اور مانگنے لگتے ہیں۔ ایسا بچہ اگر تو بیمار ہو۔ تو ماں اسے بہلاتی ہے۔ اور اگر ضدی ہو۔ تو تھپڑ رسید کر دیتی ہے۔ اسی طرح جو شخص پہلی سچائیوں پر عمل کئے بغیر اھدنا الصراط المستقیم کہے جاتا ہے۔ وہ اگر تو بیمار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بہلا دے گا۔ لیکن اگر بیمار نہیں تو بجائے صراط مستقیم کے اسے تھپڑ بھیجے گا۔ اور کہے گا کہ نالائق تجھے اتنی چیزیں میں نے دے رکھی ہیں۔ ان کو تو استعمال کرتا نہیں اور مزید مانگتا جاتا ہے۔ مگر جو پہلی ملی ہوئی سچائی سے فائدہ اٹھا کر اور مانگتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی سچائی بھیجی جاتی ہے جس طرح ملنے والا غیر محدود ہے اسی طرح

صراط مستقیم غیر محدود ہے

اور خدا تعالیٰ کا وصال غیر محدود ہے۔ جو شخص کسی بھی مقام پر پہنچ کر یہ کہتا ہے۔ کہ میں نے خدا تعالیٰ کو ایسا پا لیا۔ کہ اب آگے قدم اٹھانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ جھوٹا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ انا سید ولد آدم یعنی میں سب انسانوں کا سردار ہوں۔ آپ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ دنیٰ فتدلّٰی یعنی وہ خدا تعالیٰ کے قریب ہوا۔ اور اس نے انتہائی قرب کو پا لیا۔ اور پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ کہ اے رسول تو ان لوگوں سے کہہ دے۔ کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔ تو میرے غلام بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ جس انسان کو اللہ تعالیٰ یہ بھی ہدایت کرتا ہے۔ کہ رب زدنی علمًا کی دعا مانگا کرو۔ یعنی اے اللہ مجھے اپنا قرب اور عرفان اور زیادہ بخش تو انتہائی مقام پر پہنچے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے۔ کہ کسی بھی مقام پر پہنچ کر یہ مت سمجھو کہ سب کچھ مل گیا۔ بلکہ رب زدنی علمًا کہو۔ اور یہ دعا کرتے رہو۔ کہ اے خدا مجھے علم دین اور عرفان میں اور بڑھا۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بھی ترقی کی گنجائش باقی ہے۔ تو اور کون ایسا انسان ہے۔ جس کے لئے کوئی مقام بھی باقی نہ رہا ہو۔ ہر انسان کے لئے خواہ وہ کسی مقام پر ہو مزید مانگنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ اور جب تک انسان اس بات کو نہیں سمجھتا۔ کہ خدا تعالیٰ کے قرب کے لئے کوئی انتہا نہیں تب تک وہ نیکی کے مقام کو نہیں پا سکتا۔ جس نے یہ گمان کیا۔ کہ خدا تعالیٰ سے ملنے کی کوئی حد ہے۔ وہ یا تو پاگل ہے یا خدا تعالیٰ کا منکر ہے۔ پس

وصال الٰہی کی پہلی منزل

پر ہی ہے۔ اسے بھی وصال تو حاصل ہے لیکن اگر وہ اس پر مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ تو وہ عاشق نہیں کہلا سکتا۔ عاشق وہی ہے جو لیتا جائے اور مانگتا جائے۔ اور جو اسے ملے اسے دل میں جگہ دے۔ اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ اور پھر اور مانگتا چلا جائے۔ عشق الٰہی کی یہی پرکھ ہے۔ کہ پہلی حاصل کردہ چیز کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اور پھر زائد کی درخواست کرے۔ جو شخص پہلی حاصل شدہ سچائی کو اپنے دل میں محبت سے جگہ دیتا ہے۔ اس کا حق ہے۔ کہ اس کے بعد اور ہدایت کی درخواست کرے۔ حتیٰ کہ ہر روز مانگتا جائے۔ بلکہ ہر لحظہ مانگتا جائے۔ ایسا شخص اس زیادہ طلبی کی وجہ سے روز بروز خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جائے گا۔ لیکن اگر پہلی کو پھینک کر اور مانگتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے تھپڑ رسید کیا جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کہیگا۔ کہ نالائق پہلے جو کچھ تجھے دیا گیا ہے۔ اسے تو استعمال کرتا نہیں۔ اور اور مانگتا ہے۔ پس مومن کا فرض ہے۔ کہ وہ دیکھے پہلی سچائی جو اسے ملی ہوئی ہے اسے وہ استعمال کر رہا ہے یا نہیں۔ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ ایک ادنیٰ نیکی سچ بولنا ہے۔ مگر تم میں سے کتنے ہیں۔ کہ جنہوں نے اسے اختیار کیا ہوا ہے اور جو اسے بھی اختیار نہیں کرتے۔ اور ان سے

اھدنا الصراط المستقیم کہتے رہتے ہیں۔ کیا ان کی مثال اس بچہ کی نہیں۔ جو پہلی حاصل شدہ چیز کو تو پھینک دیتا ہے۔ مگر دوسری کو مانگنے لگ جاتا ہے۔ وہ اس نیکی کو تو چھوڑتا ہے۔ اور خدا سے کہتا ہے۔ کہ مجھے اور دے۔ میں نے کئی بار بتایا ہے۔ کہ سچ بولنا چھوٹی سے چھوٹی نیکی ہے۔ اور اگر ہماری جماعت اسے ہی اختیار کر لے حتی کہ دنیا میں ہر شخص یہ اقرار کرے۔ کہ یہ جماعت سچی ہے۔ اور کوئی احمدی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ تو ہمارا یہ ایک عمل ہی دوسرے ہزاروں عیوب کی پردہ پوشی کر سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جماعت نے ابھی یہ بھی تو حاصل نہیں کی۔ ہزاروں آدمی ابھی ایسے ہیں جو

سچ کی تعریف

بھی نہیں سمجھتے۔ پچھلے دنوں ہی میں نے ایک خطبہ پڑھا تھا۔ جو شائد ابھی چھپا ہے۔ یا نہیں۔ مگر ابھی جب میں لاہور گیا۔ تو وہاں ایک دوست ایک واقعہ سنانے لگے۔ کہ فلاں شخص نے یوں جھوٹ بولا۔ گویا یہ کوئی بڑے فخر کی بات تھی۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ پچاس سال سے جماعت کو یہ سبق دیا جا رہا ہے۔ کہ سچائی ایک قیمتی جوہر ہے۔ جس کے بغیر کوئی نیکی نہیں کوئی شخص صبح سے شام تک روزہ رکھے۔ اور ساری رات تہجد میں لگا رہے۔ اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ لیکن اگر اس میں سچائی نہیں۔ تو اس کی یہ ساری عبادتیں مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ تم چندے دے دے کر کنگال ہو جاؤ۔ تمہارے بیوی بچوں کے تن پر کپڑا نہ رہے۔ اور کھانے کو نہ ملے پچاس سال سے تم نے اس نیکی میں کبھی ناغہ نہ کیا ہو لیکن اگر تمہارے اندر سچائی پیدا نہیں ہوئی۔ تو تمہارے دلوں میں احمدیت کا ایک ذرہ بھی نہیں۔ سچائی پہلی سیڑھی ہے۔ اور جو شخص پہلی سیڑھی پر قدم نہیں رکھتا۔ وہ دوسری پر نہیں پہنچ سکتا۔ یاد رکھو۔ کہ چند نیکیاں ابتدائی ہیں جب تک وہ حاصل نہ ہوں۔ کچھ نہیں مل سکتا۔ اور ان کے بغیر چلے گا۔ وہ ریا۔ مکر۔ فریب اور دھوکا ہوگا۔ اور سچائی ابتدائی نیکیوں میں سے ہے۔ جب تک یہ حاصل نہیں ہوتی تم اور کوئی نیکی حاصل نہیں کر سکتے۔ جس طرح خدا تعالیٰ پر ایمان کا ہونا نیکی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح سچائی بھی ضروری ہے۔

مومن اور غیر مومن میں یہی فرق

ہوتا ہے۔ کہ مومن سچا ہوتا ہے۔ کوئی شخص خواہ کتنی نمازیں پڑھے۔ نیکی کی ہر آواز پر لبیک کہے۔ لیکن اگر وہ سچائی پر قائم نہیں۔ تو اس کی نمازیں بے سود ہیں۔ اور اس کا خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنا فریب ہے۔ کیونکہ دوسری سیڑھی پر وہی چڑھ سکتا ہے جو پہلی پر چڑھے۔ جو پہلی سیڑھی پر قدم رکھے بغیر سمجھتا ہے۔ کہ میں آخری پر پہنچ گیا ہوں۔ وہ پاگل ہے۔ اور اس کا یہ دعویٰ ایسا ہی ہے۔ جیسا بعض پاگل بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ہم بادشاہ ہیں۔ پاگلوں میں اپنے آپ کو بادشاہ سمجھنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اور ولی اللہ اور خلفا اور نبی بھی۔ میں نے پاگل خانہ دیکھا ہے۔ بعض وہاں ایسے تھے جو مہدی ہونے کے مدعی تھے۔ بعض اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتے تھے۔ میں جب پاگل خانہ دیکھنے گیا۔ تو ایک پاگل نے میرے کان میں آ کر کہا۔ کہ میں ایڈورڈ ہفتم ہوں۔ یہاں سیر کے لئے آیا ہوا ہوں مگر آپ یہ بات کسی کو بتائیں نہیں۔ جو ڈاکٹر میرے ساتھ تھا۔ اس نے بتایا۔ کہ یہ ہر شخص کو اسی طرح کہتا ہے۔ تو کئی پاگل بادشاہ ہونے کے مدعی ہوتے ہیں۔ مگر ہم چونکہ جانتے ہیں۔ کہ یہ پہلی سیڑھی ہی نہیں چڑھا۔ اسلئے اسے پاگل قرار دیتے ہیں۔ اگر پہلی منازل وہ طے کر چکا ہوتا۔ تو ہم اسے پاگل نہ کہتے۔ بادشاہ کے لئے یہ کوئی ضروری تو نہیں۔ کہ وہ بادشاہ ہی کا بیٹا ہو۔ آخر عوام میں سے بھی تو بادشاہ ہوئے ہیں۔ نادر شاہ کسی بادشاہ کا بیٹا نہیں تھا۔ بلکہ اس کا باپ گڈریا تھا۔ جب اس نے ہندوستان کو فتح کیا۔ تو ایک روز دربار لگا ہوا تھا۔ درباریوں نے مشورہ کیا۔ کہ مختلف خاندانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے آخر نادر شاہ سے اس کے خاندان کے متعلق پوچھا جائے۔ اور چونکہ وہ کسی اعلیٰ خاندان سے نہیں۔ اسلئے بہت نادم ہوگا۔ چنانچہ اسی رنگ میں گفتگو شروع ہو گئی۔ نادر شاہ سمجھ گیا۔ کہ مقصد کیا ہے۔ جن لوگوں کو

اللہ تعالیٰ ترقی دیتا ہے

انہیں ذہن رسا بھی حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ بیٹھا مسکراتا رہا آخر بات ہوتے ہوتے اس تک پہونچی۔ اور اس سے پوچھا گیا کہ جناب کے باپ کا نام اور خاندانی حالات کیا ہیں۔ اس نے تلوار نکال کر کہا کہ میرے باپ کا نام یہی ہے یعنے تم میری تلوار کو دیکھ چکے ہو۔ تمہیں میرے باپ کے نام سے کیا غرض۔ میں تمہیں فتح کر کے یہاں بیٹھا ہوں۔ اور جسے ذاتی جوہر حاصل ہو۔ اسے والد کے جوہر کی کیا ضرورت۔ بھلا اس بادشاہ کو جو اس وقت نادر شاہ کے غلام کی حیثیت رکھتا تھا۔ بابر اور ہمایوں کی اولاد میں سے ہونے کا کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اور نادر شاہ کو جس نے تلوار سے فتح حاصل کی تھی۔ اس بات سے کیا نقصان ہو سکتا تھا۔ کہ اس کا باپ گڈریا تھا۔ تو انسان ذاتی جوہر سے ہی ترقی کر سکتا ہے۔ اس لئے اگر بادشاہ ہونے کا مدعی پہلی سیڑھیاں طے نہ کر چکا ہو۔ تو اسے پاگل کہا جائے گا۔ لیکن اگر وہ پہلے فتوحات حاصل کرے۔ اور پھر کہے کہ میں بادشاہ ہوں تو سب کہیں گے۔ ہاں حضور بے شک بادشاہ ہیں تو پہلی سیڑھی کے بغیر دوسری کا خیال کرنا جنون ہے۔ اسی طرح سچائی پر قائم ہوئے بغیر جو شخص سمجھتا ہے۔ کہ میں مسلمان احمدی نیک اور ولی اللہ بن گیا ہوں۔ وہ پاگل ہے۔ کیونکہ وہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جب تک سچائی کو اختیار نہیں کرتا۔ اور اس کے بغیر اگر کوئی روحانی دعوے کرتا ہے۔ وہ یا تو پاگل ہے۔ اور یا پھر دنیا کو دھوکا دیتا ہے۔ سچائی ابتدائی نیکی ہے۔ اس کی تعلیم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ سے پہلے اس کی تعلیم حضرت عیسےٰ دے چکے تھے۔ اور وہ بھی یہ تعلیم دینے نہیں آئے تھے۔ کیونکہ یہ بات ان سے بھی پہلے حضرت موسےٰ کہہ چکے تھے۔ اور وہ بھی یہ سکھانے کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ ان سے بھی پہلے حضرت ابراہیمؑ یہ بات کہہ چکے تھے۔ اور وہ بھی اس کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ یہ حکم ان سے پہلے حضرت نوحؑ بتا چکے تھے۔ اور حضرت نوحؑ بھی یہ بات بتانے کے لئے نہیں آئے تھے کیونکہ ان سے پہلے حضرت آدمؑ اس کا اعلان کر چکے تھے۔ گویا

انسان کی پیدائش کے وقت

سے اسے سچ بولنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور جو سچائی اس طرح سب دنیا میں متفقہ ہو وہ روحانیت کے لئے بطور بنیاد کے ہوتی ہے۔ اور اس کو خدا تعالیٰ نے روحانیت کے لئے ایسا ہی ضروری قرار دیا ہوتا ہے جیسا کہ جسم کے لئے ناک کان وغیرہ۔ ہندوستانی افغان عرب اور مغربی لوگوں کے لباس میں تو فرق ہو سکتا ہے زبانوں میں فرق ہو سکتا ہے۔ مگر ناک کان آنکھوں میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ یورپ کے رہنے والوں کے رنگ گورے ہوں۔ مگر آنکھیں ان کی بھی دو ہی ہوں گی۔ ان کے بال بھورے ہوں گے۔ مگر یہ نہیں کہ ناک سر کے پیچھے ہو۔ یہی چیزیں انسان کی شکل کہلاتی ہیں۔ اسی طرح روحانیت میں بھی بعض باتیں اس کی شکل میں شامل ہیں۔ جو چیز حضرت آدمؑ کے وقت انسان کو ملی تھی۔ وہ روحانی جسم کا حصہ نہیں بلکہ زائد نیکی ہے۔ روحانی جسم کو مکمل کرنے والی وہی چیزیں ہیں۔ جو آدم سے لے کر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تک ایک ہی رہیں۔ اور ان میں ایک سچائی ہے۔ جس طرح آدم سے لے کر اس وقت تک انسانوں نے بہت ترقیات کیں۔ مگر آنکھیں اب بھی دو ہی ہیں۔ اسی طرح کئی عبادات قائم ہوئیں اور کئی منسوخ ہوئیں۔ کسی نبی نے شراب کو جائز رکھا اور کسی نے حرام کر دیا۔ کسی نے نماز کا طریق کوئی بتایا اور کسی نے کوئی۔ مگر اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کہ ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے۔ ہر نبی کہتا آیا ہے کہ ہمیشہ سچ بولو۔ پس جو چیز روحانیت کے لئے بمنزلہ آنکھ ہے۔ اسے ترک کر کے انسان کبھی روحانی ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ جس کی آنکھیں نہ ہوں وہ جرنیل نہیں بن سکتا۔ کشتی تو شائد وہ کچھ نہ کچھ کر بھی لے۔ مگر جرنیلی نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح روحانیت کے میدان کا شہسوار لولا لنگڑا یا اندھا نہیں ہو سکتا۔ سچائی روحانیت کے جسم کا حصہ ہے جو اسے چھوڑتا ہے وہ روحانیت کو حاصل نہیں کر سکتا اور جو ایسا سمجھتا ہے وہ فریب خوردہ ہے اور بے وقوفوں کی جنت میں آباد ہے۔ ہماری جماعت کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کونسا وقت آئیگا۔ جب وہ یہ خیال کریں گے کہ ہم اب سچ پر قائم ہو جائیں گے۔ بیشک بعض تم میں سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ یا بعض کہہ سکتے ہیں کہ ہم جب سے احمدی ہوئے ہیں۔ اس وقت سے ہمیشہ سچ بولتے ہیں مگر یہ تو کافی نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ جماعت میں سچائی قائم کرنے کے لئے تم نے کیا کوشش کی ہے۔ اگر ہمارے دوست سچائی پر قائم ہو جائیں۔ تو قضا میں کوئی مقدمہ آئے ہی نہیں۔ اور کوئی آئے بھی تو ایسا جس میں غلط فہمی ہو گئی ہو اور ایسے معاملہ کا فیصلہ کرنا قاضی کے لئے بالکل آسان ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ بات نہیں۔ مقدمات میں ایسے ایسے گواہ گواہ پیش ہوتے ہیں جن کے متعلق ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ گو بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ جو غلط فہمی کی وجہ سے غلط بات کہہ دیتے ہیں۔ لیکن اگر تم میں ایک شخص بھی ایسا ہے۔ کہ جو جھوٹ بولتا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو سرطان کی بیماری ہو۔ اور اس کا مقابلہ کرنا تمہارا فرض ہے پس یہ دعہد کرو کہ آئندہ نہ تو خود جھوٹ بولو گے اور نہ ہی اپنی اولادوں اور محلہ والوں کو بولنے دو گے اور جب تم اپنی اولادوں کو جھوٹ سیکھنے ہی کا موقعہ نہ دو گے تو جھوٹ کہاں رہ جائے گا۔ بعض بچوں کو جوئیں پڑ جاتی ہیں تو سارا گھر باری باری نکالنے بیٹھتا ہے۔ حتےٰ کہ چن چن کر سب کو مار دیتے ہیں۔ بلکہ لیکھیں بھی تلاش کر کے ختم کر دیتے ہیں۔ اسی طرح تم جھوٹ کو ختم کرو۔ جس طرح دیوانے کتے کی تلاش کر کے اسے ہلاک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح تم جھوٹ کو سانپ اور بچھو کو اتنا زہریلا نہ سمجھو جتنا جھوٹ کو

(باقی دیکھیں ص۸ پر)

رشوت اور ہڑتال کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں۔ کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے۔ اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔" (البدر یکم نومبر ۱۹۰۴ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا فرمان کے ماتحت نظارت ہذا نے سود اور تصویر کشی کے متعلق کافی عرصہ ہوا ایک نوٹ "الفضل" میں شائع کیا تھا۔ آج کی صحبت میں رشوت اور ہڑتال کے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔ ان مسائل کے نہ جاننے کی وجہ سے بہت سے لوگ نقصان برداشت کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام ہر قسم کے نقصان سے محفوظ کرتا ہے۔ بشرطیکہ انسان اسلامی نقطہ نگاہ کے مطابق عمل کرے۔

رشوت دینا:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"رشوت ہرگز نہیں دینی چاہیئے۔ یہ سخت گناہ ہے۔ مگر میں رشوت کی یہ تعریف کرتا ہوں۔ کہ جس سے گورنمنٹ اور دوسرے لوگوں کے حقوق تلف کئے جائیں۔ میں اس سے سخت منع کرتا ہوں۔ لیکن ایسے طور پر کہ بطور نذرانہ یا ڈالی اگر کسی کو دی جائے۔ جس سے کسی کے حقوق کا اتلاف مدنظر نہ ہو۔ بلکہ اپنی حق تلفی اور شر سے بچنا مقصود ہو۔ تو یہ میرے نزدیک منع نہیں۔ اور میں اس کا نام رشوت نہیں رکھتا۔ کسی کے ظلم سے بچنے کو شریعت منع نہیں کرتی۔ بلکہ لاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ فرمایا ہے۔" (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء)

رشوت اور ہدیہ میں فرق:- رشوت اور ہدیہ میں ہمیشہ تمیز چاہیئے۔ رشوت وہ مال ہے۔ کہ جب کسی کی حق تلفی کے واسطے دیا یا لیا جائے۔ ورنہ اگر کسی نے ہمارا ایک کام محنت سے کر دیا ہے۔ اور حق تلفی بھی کسی کی نہیں ہوئی۔ تو اس کو جو دیا جائے گا۔ وہ اس کی محنت کا معاوضہ ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد دوم ص ۵۱)

رشوت کے مال سے عمارت:- ایک صاحب نے سوال کیا۔ کہ اگر ایک شخص تائب ہو۔ تو اس کے پاس جو اول جائداد اور رشوت وغیرہ سے عمارت بنائی ہو۔ اس کا کیا حکم ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ شریعت کا حکم ہے کہ توبہ کرے۔ تو جس کا وہ حق ہے۔ وہ اس کو پہنچایا جائے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد دوم ص ۵)

رشوت کا مال:- سوال:- رشوت ستانی سے اگر کسی نے مال جمع کیا ہوا ہو۔ اور پھر وہ اس سے توبہ کرے۔ تو اسے کیا کرنا چاہیئے۔ جواب:- ایسا مال جو رشوت ستانی سے لیا گیا ہے۔ جب توبہ کرے تو اس مال کو ان لوگوں کو جن سے لیا ہے واپس کرے۔ اور اگر پتہ نہ لگے۔ تو پھر اسے صدقہ و خیرات کر دے۔ (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

ہڑتال کے متعلق:- سوال:- ذکر تھا۔ کہ سیالکوٹ کے تاجروں نے بسبب محصول چنگی میں زیادتی کے دکانیں بند کر دی تھیں۔ اور چند روز کا نقصان اٹھا کر پھر خود بخود کھول دیں۔ جواب:- فرمایا۔ اس طرح کا طریق گورنمنٹ کی مخالفت میں برتنا ان کی بیوقوفی تھی۔ جس سے ان کو خود ہی باز آنا پڑا۔ محصول تو در اصل پبلک پر پڑتا ہے۔ آسمانی اسباب کے لحاظ سے بھی جب کبھی قحط پڑتا ہے۔ تو تاجر لوگ نرخ بڑھا دیتے ہیں تو اس وقت کیوں دوکانیں بند نہیں کر دیتے (البدر ۲ ستمبر ۱۹۰۶ء)

موجودہ وقت میں بھی جبکہ ہمارے ملک میں اسلامی مملکت قائم ہے کئی لوگ اپنے مطالبات منوانے کے لئے ایسے خلاف شرع طریق ہڑتال وغیرہ کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ جو حکومت کی پریشانی کا موجب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ کہ اے لوگو! اللہ اور رسول اور حکومت وقت کے احکام کی فرمانبرداری کرو۔ مگر یہاں حکومت کا مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو اسلامی اصول کے خلاف ہے۔ بعض لوگ بھوک ہڑتال کرتے ہیں تاکہ ان کا مطالبہ منظور ہو جائے۔ اور ایسا کرنے سے خودکشی کی دھمکی دی جاتی ہے۔ جو اسلام میں جائز نہیں ہے۔ مطالبات منوانے کے لئے ہڑتال وغیرہ کے طریق کی بجائے اگر معقولیت اور سنجیدگی سے افسران کے سامنے مطالبات رکھے جائیں۔ تو یہ بہتر طریق ہے۔ اور جائز بھی ہے۔ لمثل ھذا فلیعمل العاملون۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

جماعت کے مخیّر احباب توجہ فرمائیں!

احباب کرام! صدر انجمن احمدیہ کی سالانہ آمد بہت محدود ہے۔ اور اخراجات بہت زیادہ۔ یہ آمد پھر کئی صیغوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر صیغہ کے اخراجات کے مطابق اسے روپیہ دیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ نظارت تعلیم کو بھی حصہ رسدی روپیہ ملتا ہے۔ اس میں وظائف کا بجٹ ہے۔ وہ اور بھی بالکل تھوڑا ہے۔ اس میں کسی لڑکے کو اعلیٰ تعلیم نہیں دلائی جا سکتی۔ مستحق اور غریب طلباء بہت زیادہ ہیں اور پھر ہر ایک سکول اور کالج کو ضرور کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے۔ جو وظیفہ ہم کسی طالب علم کو دیتے ہیں۔ وہ بالکل ناکافی ہوتا ہے۔ عام طور پر پچیس یا تیس روپے سے زیادہ گنجائش نہیں ہوتی۔ گزشتہ سال دو نوجوان ایم ایس سی اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ اور انگلینڈ جانا چاہتے تھے۔ جس کے لئے انہوں نے امداد کی درخواستیں دیں۔ اس سال بھی دو نوجوان ایم۔ ایس۔ سی حصول تعلیم کے لئے امریکہ جانا چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے امداد کی درخواستیں دی ہیں۔ ان کے سفر پر تین ہزار روپیہ اور ماہوار خرچ تین صد روپیہ کا اندازہ ہے۔ اسی طرح بعض لڑکے انجینئرنگ کالج اور دیگر صنعتی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اور ان میں قابلیت بھی ہے۔ مگر اخراجات نہ ہونے کے باعث وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کے لئے بہترین صورت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ جماعت کے مخیر اصحاب اس طرف توجہ دیں۔ اور ایسے لڑکے جو اپنے اندر بہترین جوہر اور قابلیت رکھتے ہیں۔ ان کے اخراجات تعلیم کو پورا کرنے کے ذمہ دار بنیں۔ تاکہ جماعت کے نوجوان اعلیٰ عام و ٹیکنیکل تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور سلسلہ کی تقویت کا موجب ہوں۔ ایسا خرچ جو بطور قرضہ ہے۔ متعلقہ طالب علم کے فارغ التحصیل ہو کر برسر روزگار ہونے پر معطی صاحب کو واپس ملے گا۔ یا اگر وہ چاہیں گے۔ تو کسی اور طالب علم کو قرض دیا جائے گا۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

مربعہ جات نہری اراضی

ضلع ڈیرہ غازی خاں میں نہری اراضی نہایت معمولی قیمت پر قابل فروخت ہے

* ★ اراضیات نہایت زرخیز اور ہموار ہیں
* ★ کثرت سے لوگ آباد ہو رہے ہیں
* ★ اپنے پتہ کا لفافہ بھیجکر شرائط طلب فرمائیں

پوسٹ بکس نمبر ۴۹۲ لاہور

سندات غلط ثابت کرنے والے کو مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام

تریاق چشم رجسٹرڈ

یہ ایک حیرت انگیز ایجاد ہے۔ جو ککروں کو زائل کرنے میں بالکل بے نظیر اور سریع التاثیر ہے۔ "تریاق چشم" فوری طور پر چھپروں کے متورم مادہ کو خارج کر دیتا ہے۔ اور آنکھوں کی فارش کھجلی۔ گیڈ اور سرخی کو کاٹ دیتا ہے۔ چھپر اگر گل گئے ہوں یا پلکیں گر رہی ہوں۔ تو از سر نو پیدا ہو جاتی ہیں آنکھیں دھوپ یا لیمپ کی روشنی میں نہ کھلتی ہوں۔ اور طالب علم مطالعہ سے عاجز آ گئے ہوں۔ اور ککروں کی وجہ سے موسلا دھار پانی بہتا ہو۔ اور رگڑ کی وجہ سے مریض ڈھاریں مارتا ہو۔ تو ایک چٹکی دوا ڈالنے سے فوراً تسکین ہو جاتی ہے۔ بعض مایوس مریض تو مسلسل علاج سے تنگ آ کر اپریشن کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ مگر ناگہاں اس دوا کا پتہ مل گیا۔ اور وہ اپریشن کی مصیبت سے بچ گئے

تریاق چشم

کی بڑے بڑے ڈاکٹروں آئی سپیشلسٹ۔ فوجی کرنل۔ لنڈن کے سند یافتہ۔ سول سرجن کیمیکل اگزامینر صوبہ پنجاب۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈپٹی ہوم سیکرٹری پنجاب۔ انسپکٹر آف سکولز۔ کالج کے پروفیسر جج ہائیکورٹ کے وکلاء صاحبان نیز ملکی اخبارات کے ایڈیٹر و دیگر معززین نے اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر حیرت انگیز اثرات ملاحظہ فرما کر سندات اور انعام دیئے ہیں

خدمت خلق کے پیش نظر قیمت صرف پانچ روپے فی تولہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ

المشتہر:- مرزا حاکم بیگ موجد تریاق چشم

حویلی منصف چنیوٹ ضلع جھنگ

ریڈیو ڈرائی بیٹری اور بجلی وبیٹری

بمعہ ـــــــ گارنٹی

خریدنے کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

فضل کارپوریشن ہال روڈ لاہور

بر اہ مہربانی

ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت

الفضل

کا حوالہ ضرور دیا کریں

(مینیجر اشتہارات)

اکسیر اٹھرا

تھوک کم از کم ۱۱ تولہ فی تولہ ۱/-/-

پرچون فی تولہ ۱/۴/-

ملنے کا پتہ

حکیم عبید اللہ رانجھا ربوہ ضلع جھنگ

قوت مردانہ

نکٹرین پلز سے حاصل کریں۔ یہ دوائی کمزور مردوں کے پوشیدہ امراض کا مجرب علاج ہے قیمت مکمل کورس ۴ روپے آٹھ آنے۔ ہر دوا فروش یا نکٹرین فارمیسی (۸) لاہور سے خریدیں۔

الفضل کا عید نمبر

رنگین اور خوشنما ٹائیٹل

ـــ ۱۶ صفحات ـــ

بلند پایہ مضامین و سود مند اشتہارات

قیمت صرف دو آنے

ایجنٹ صاحبان مطلوبہ تعداد سے جلد مطلع فرمائیں۔ (مینیجر)

اسلام کا عظیم الشان نشان

احمدیت کے مختلف مسائل کے متعلق خود بانی سلسلہ کے اصل فیصلہ کن مضامین کی کتاب جس کے ذریعہ تمام جہان کے مسلمانوں پر احمدیت کی حجت پوری ہوتی ہے

کارڈ آنے پر

مفت

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

قادیان کا قدیمی مشہور تحفہ

سرمہ نور رجسٹرڈ

جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

جواہر مہرہ

مقوی دل مقوی دماغ۔ سونا چاندی کشتہ اور قیمتی جواہرات کا مرکب قیمت فی ماشہ ۴ روپے فی تولہ ۴۸ روپے

اکسیر اٹھرا۔ حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں۔ قیمت مکمل کورس ۱۶ روپے

طاقت کی گولی۔ ناطاقتی پٹھوں کی کمزوری کو دور کر کے صاحب اولاد بناتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۵ روپے

شفاخانہ رفیق حیات ٹرنک بازار سیالکوٹ

بوڑھے جوان

بن سکتے ہیں

ساٹھ سالہ بوڑھے اٹھارہ سالہ جوان کی طاقت اور قوت حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر قسم کی پوشیدہ امراض سے شفایاب ہو سکتے ہیں

★ بے اولادوں کو اولاد مل سکتی ہے:

★ مایوس اور لاعلاج عورتوں کی خاص بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے

بشرطیکہ آپ

ڈاکٹر کو کب بازار حکیماں بھاٹی گیٹ

کی خدمات حاصل کریں۔

اکسیر شباب
زود جام عشق
حبوب جوانی

یہ تینوں ادویہ ہمارے دواخانہ سے آپ کو ہر وقت دستیاب ہو سکتی ہیں۔

ان کے فوائد ان کے ناموں سے ظاہر ہیں بیشمار نوجوان بڑے بوڑھے ان کا استعمال کر چکے ہیں۔ کمزوری۔ مادہ حیوانیہ کی کمی بڑھاپے وغیرہ میں بے حد مفید ہیں۔ ہر دوائی کے متعلق مفصل بذریعہ خط پوچھا جا سکتا ہے۔

ملنے کا پتہ:- دواخانہ خدمت خلق ربوہ

فینسی زیورات

مقامی اور بیرونی احباب سونا چاندی کے فینسی زیورات حسب منشا عین وقت پر تیار کرانے کے لئے ہماری واحد اور قدیمی دوکان کی خدمات حاصل کریں بیشمار خوشنودی کے سرٹیفکیٹوں میں سے چند ایک معززین کے نام یہ ہیں۔ جناب میاں غلام محمد صاحب اختر لاہور۔ جناب راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ اے۔ اے سی جناب خان صاحب شیخ جلال الدین صاحب ریٹائرڈ ریلوے سپرنٹنڈنٹ لاہور۔ جمعہ کے دن ناغہ

المشتہر عزیز الدین احمد اینڈ سنز احمدی زرگران اندرون موچی گیٹ چوک نواب صاحب لاہور

بیاہ شادیوں کے لئے ہر قسم کا کپڑا دہلی کلاتھ ہاؤس ریل بازار گوجرانوالہ سے خرید فرمائیں۔ محمد شفیع محمد اسد اللہ

کراچی کی لوکل ٹرین میں سولہ سو آدمی بغیر ٹکٹ سفر کرتے ہوئے پکڑے گئے

کراچی ۳ر اگست :۔ آج کراچی سے لانڈھی جانے والی لوکل ٹرین میں سولہ سو آدمیوں کو بغیر ٹکٹ سفر کرنے کے الزام میں پکڑ لیا گیا ۔ آج تک ایک ٹرین میں بے ٹکٹ سفر کرنے والوں کی اتنی تعداد نہیں پکڑی گئی ۔ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ آف ریلوے نے آج ریلوے مجسٹریٹ ریلوے پولیس اور ٹکٹوں کی جانچ پڑتال کرنے والے عملہ کی مدد سے ٹرین پر چھاپہ مارا ۔ بے ٹکٹ مسافر ٹرین کی اسّی فی صدی جگہ روکے ہوئے تھے ۔ لوکل ٹرینوں پر مزید چھاپے بھی مارے جائیں گے ۔ ادھر لاہور میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان ہوا ہے کہ اس سال ماہ جون میں ۴۷ ہزار آدمی بغیر ٹکٹ سفر کرتے ہوئے پکڑے گئے ۔ پچھلے سال ماہ جون میں ستّر ہزار آدمی اسی جرم میں پکڑے گئے تھے ۔ اس سال جون میں بے ٹکٹ مسافروں سے تین لاکھ ۲۳ ہزار روپے کی رقم بطور جرمانہ وصول کی گئی ۔ جبکہ گذشتہ سال ۵ لاکھ ۴۳ ہزار وصول ہوئی تھی ۔

پچیس ہزار ٹن کیمیاوی کھاد کی تقسیم کے انتظامات

لاہور ۳ر اگست :۔ کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے ذریعہ تقسیم کرنے کی غرض سے پچیس ہزار ٹن مصنوعی کھاد ۴۱/۲ روپے فی من کے رعایتی نرخ پر مہیا کر رہی ہے ۔ جو لوگ یہ کھاد لینا چاہتے ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ زراعت کے ڈپٹی ڈائرکٹروں یا ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹروں یا اپنے تحصیل ایگریکلچرل اسسٹنٹوں سے یہ دریافت کر لیں کہ ان کے قریب ترین کونسی ایجنسی پڑتی ہے ۔ جس سے وہ مصنوعی کھاد اور اسے استعمال کرنے کی ہدایات حاصل کر سکتے ہیں

لاہور کے طلباء کا شوق کوہ پیمائی

لاہور ۳ر اگست :۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی یوتھ ہاسٹلنگ اور ماؤنٹینرنگ کلب کے دس ممبروں کی ایک جماعت ستمبر کے شروع میں تین ہفتے کے لئے سلسلہ منگیال کی سیر کے لئے روانہ ہوگی ۔

اس جماعت کا ارادہ سوات سے ہوتے ہوئے پیدل کلام جانے کا ہے ۔ اور وہاں سے یہ سطح سمندر سے دس سے بارہ ہزار فٹ تک کی بلندی پر برفانی جھیلیں دیکھنے جائے گی اگر مناسب موسم رہا ۔ تو اس جماعت کا خیال چترال کے علاقہ میں جانے کا ہے ۔ اور وہاں سے بروغل درے کے راستے واپس آئے گی ۔

منٹگمری میں بعض آئس فیکٹریوں پر پابندی

لاہور ۳ر اگست :۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ منٹگمری نے نیو آئس فیکٹری عارف والہ منڈی اور راتس آئس اور آئیل فیکٹری غلہ منڈی منٹگمری کے منتظمین کو اس وقت تک کے لئے برف بنانے سے منع کر دیا ہے ۔ جب تک کہ وہ ضلع اور میونسپل ہیلتھ افسروں سے اپنے کارخانوں کی صفائی اور حفظان صحت کے لحاظ تسلی بخش انتظامات کے بارے میں سرٹیفکیٹ حاصل نہ کریں ۔

خطبہ :۔ (بقیہ صفحہ ۵)

اگر تم ایسا کرو تو چھ ماہ کے اندر اندر جماعت سے جھوٹ کا خاتمہ ہو سکتا ہے ۔ اس صورت میں ہر شخص یہ سمجھے گا کہ اگر اس جماعت میں رہنا ہے تو جھوٹ چھوڑنا پڑے گا اور جب جھوٹ گیا ۔ تو باقی گناہ بھی نہیں رہ سکیں گے ۔ یعنی تمہارے اندر طاقت پیدا ہو جائے گی ۔ کہ دوسرے گناہوں کو بھی دبا دو ۔ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ قابلیت رکھی ہے کہ وہ سچائی کی مدد سے ہر گناہ کا مقابلہ کر سکتا ہے پھر ایک دفعہ توجہ کر کے ہماری جماعت جھوٹ کا کیوں خاتمہ نہیں کر دیتی ۔

مظفری جدہ پہنچ گیا !

جدہ ۳ر اگست :۔ حاجیوں کا جہاز مظفری جو پچھلے ہفتے چاٹگام سے روانہ ہوا تھا بخیر و عافیت جدہ پہنچ گیا ہے ۔

لاہور میں تیس فٹ لمبی بس چلائی گئی

لاہور ۳ر اگست :۔ آج اومنی بس سروس نے ایک لیلینڈ قسم کی بس جسے ٹائیگر کب کہتے ہیں چلائی ہے یہ پاکستان میں جدید ترین بس ہے ۔ آج ہی اس کے علاوہ لیلینڈ قسم کی تین بسیں اور چلائی گئی ہیں ۔ چند ہفتے قبل اس قسم کی سات بسیں اور زیر استعمال آ چکی ہیں ۔

سردار محمد خاں لغاری پنجاب کے وزیر تعمیرات اور ٹرانسپورٹ نے پیر کی شام کو فیروز پور روڈ پر روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی باڈی بلڈنگ ورکشاپ میں نئی بس کا معائنہ کیا ۔ انہوں نے گاڑی کی خوشنما ساخت کو بہت سراہا ۔ اور ساخت کے حسن کی داد لیلینڈ کمپنی کے نمائندوں نے بھی دی ۔ جو اس موقع پر موجود تھے

لاہور میں جتنی بسیں چلتی ہیں مذکورہ بس ان سب سے لمبی ہے ۔ اس کی لمبائی ۳۰ فٹ ہے ۔ اس میں انجن بس کے فرش کے نیچے ہے ۔ جس کی وجہ سے نشستوں کے لئے زیادہ جگہ نکل آتی ہے ۔ اس میں ۴۳ مسافروں کے لئے آرام دہ نشستیں موجود ہیں ۔ اور بیس سواریاں سہولت سے کھڑی ہو سکتی ہیں ۔

یہ نئی گاڑی نہایت آرام دہ ہے ۔ اور اس میں وہ تمام ساز و سامان موجود ہے ۔ جو یورپ اور امریکہ کی بسوں کا طرہ امتیاز سمجھا جاتا ہے ۔